

# شرح بحیثیت ابن اللہ

از

غلام حق



# المسح بحیثیت ابن اللہ

از

غلام حق

ناشر

آواز حق

پوسٹ بکس نمبر ۸۶۶ - لاہور

# المسیح بحیثیت ابن اللہ ایک حقیقت، ایک سچائی

اُس اقرار میں جسے ہر ایک شخص کو کرنا ہوتا ہے جو یسوع ناصری کا پیروکار بننا چاہتا ہے دو لازمی حقائق ہوتے ہیں۔

پہلی حقیقت یہ ہے کہ یسوع ناصری ”مسیح“ ہے اور دوسری حقیقت یہ ہے کہ وہی یسوع زندہ خدا کا بیٹا بھی ہے۔ المسیح نے بذاتِ خود ان دو انتہائی ضروری حقائق کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ جب ایک دفعہ اُس نے اپنے شاگردوں سے دریافت کیا کہ ”تم مجھے کیا کہتے ہو“ تو شمعون پطرس نے جواب میں کہا۔ ”تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے“ یسوع نے جواب میں اُس سے کہا۔ ”مبارک ہے تو شمعون

بیرہویہ کیونکہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے“ متی ۱۶ باب ۱۵ سے ۱۸ جبکہ خدا تعالیٰ نے خود ان حقائق کو شمعون پطرس پر عیاں کیا تو ہر بشر کو یہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ دونوں حقائق مُسلمہ ہیں۔ لیکن مسیح ہونے کے مقابلے میں یسوع ناصری کا ابنِ خدا ہونا زیادہ عمیق یعنی گہرا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے بارے میں زیادہ تر غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس غلط فہمی کے سبب سے اکثر اوقات ہمارے مسلمان بھائی یسوع ناصری کے ابنِ خدا ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ نبی ہے کہ وہ کلمۃ اللہ ہے کہ وہ روح اللہ ہے کہ وہ عبد اللہ ہے اور یہ کہ وہ ابنِ مریم ہے لیکن کبھی تسلیم



نہیں کرتے کہ وہ ابن اللہ بھی ہے۔

حالانکہ اگر ہم قرآن شریف میں سورۃ آل عمران کی ۵۴ سے ۵۷ آیت تک کا بغور مطالعہ کریں تو حقیقت کھل کر عیاں ہو جائے گی کہ کس قدر وضاحت کے ساتھ اور پُر معنی الفاظ استعمال کر کے المسیح اور اللہ تعالیٰ کے درمیان روحانی اور لاشانی رشتے کی واضح شہادت دی گئی ہے۔ لکھا ہے۔ ”نام مسیح ہوگا عیسیٰ بن مریم بڑے مرتبے والا دُنیا اور آخرت میں اور مقرب بندوں میں سے اور (دودھ پینے میں) ماں کی گود میں (دیا نہالچہ میں) اور بڑا ہو کر لوگوں سے بات کرے گا اور نیک بندوں میں سے ہوگا۔ مریم نے عرض کیا۔ مالک میرا بچہ کیسے ہوگا مجھ کو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ فرمایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جب کسی کام کا حکم دیتا ہے تو فرما دیتا ہے۔ ہو جاوہ ہو جاتا ہے۔“ اگر ہم ان آیات کا مفہوم اچھی طرح سے سمجھ لیں تو کسی بھی قسم کی غلط فہمی ہمارے لئے ٹھوکر کا باعث نہیں بن سکے گی۔ کسی حد تک اس امر میں ہمارے مسلمان بھائی قصور وار نہیں ہیں کیونکہ طویل صدیوں کے دوران جبکہ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان مذہبی تبصرے ہوتے تھے وہ علم المسیح جو عیسائی علما پیش کرتے تھے کافی حد تک وضاحت طلب ہوتا تھا۔ وضاحت طلبی کی یہ حالت اس سے پیدا ہوئی کہ جب عیسائی علما اُس بدت کے خلاف جو اُس مصری بدتی اریوس نے پھیلائی دلائل پیش کرتے تھے تو یسوع کے ابن اللہ ہونے کے بارے میں وسپائی سے اس حد تک آگے نکل گئے کہ بیشتر مسلمان بھائی یہ سمجھ بیٹھے کہ عیسائی لوگ دو خداؤں کی پرستش کرتے ہیں۔

یسوع مسیح کے ابن اللہ ہونے کی حقیقت کو سمجھنے کی پہلی منزل یہ ہے کہ

ہم نہایت ہی حلیم ہوں کیونکہ کسی نہ کسی حد تک مسیح کے ابن اللہ ہونے کی سمجھ حاصل کرنا ذاتِ الہی کی مکمل طور پر سمجھ رکھنے کے برابر ہے۔ اسی لئے لازم ہے کہ ہم جو محدود ہیں خدائے بزرگ و برتر کو جو لا محدود ہے سمجھنے کی کوشش کریں۔ ہمیں کبھی بھی بھوننا نہیں چاہیئے کہ ”ہمارا خداوند بزرگ اور قدرت میں عظیم ہے اُس کے فہم کی انتہا نہیں“ (زبور ۱۴۷ اُس کی ۵ آیت)

ذاتِ الہی کے بارے میں مکمل سمجھ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ہم اُس قدیم زمانے کے تحقیق کرنے والے الملو کے ساتھ پکارتے ہیں کہ ”ہم قادرِ مطلق کو پانہیں سکتے وہ قدرت اور عدل میں شاندار ہے“ (ایوب ۳۷ باب ۲۳ آیت) خدائے برحق کو سمجھنے کی تلاش کے دوران بہت دفعہ ہم پولوس رسول کے ساتھ حیرت کا اظہار کرتے ہوئے پکارتے ہیں۔ ”واہ! خدا کی دولت اور حکمت اور علم کیا ہی عمیق ہے اُس کے فیصلے کس قدر ادراک سے پرے اور اُس کی راہیں کیا ہی بے نشان ہیں“ (رومیوں ۱۱ باب ۳۳ آیت شاید داؤد نبی نے اُس موقع پر اس الجھن زدہ بیان کو انتہا تک پہنچا دیا جب اُس نے کہا۔ ”خداوند بزرگ اور بے حد ستائش کے لائق ہے اُس کی بزرگی ادراک سے باہر ہے“ (زبور ۱۴۵ اُس کی ۳ آیت) اس کے باوجود ہم محدود ہونے کے سبب سے کمزور ہیں پھر بھی ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اُس سوال کا جواب دینے کی کوششیں کریں جو یسوع نے اپنے زمانے کے عمل سے کیا یعنی۔ ”تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو وہ کس کا بیٹا ہے۔“ (متی ۲۲ باب ۴۲ آیت) انہوں نے اس سوال کے جواب میں درست کہا کہ ”داؤد کا“

لیکن جب یسوع نے اُنکے جواب کی تفسیر کی تو ظاہر ہوا کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم اُسکو محض داؤد کا بیٹا ہونے کی بجائے ایک اعلیٰ تر ہستی سمجھیں۔ اسلئے اُس نے جواب میں سوال کیا۔ ”پس داؤد درج کی ہدایت سے کیونکہ اُسے خداوند کہتا



سے خداوند نے میرے خداوند سے کہا میری دہنی طرف بیٹھ جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کے نیچے نہ کر دوں۔ پس داؤد اُس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اُس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا۔“ (متی ۲۲ باب ۴۲ سے ۴۵ آیت تک)

ہر بشر کے لئے جو المسیح کی پیروی کرنا چاہتا ہے لازم ہے کہ وہ اُس کی ہستی کے بارے میں سمجھ کے اعلیٰ معیار تک پہنچے۔ یہ بات اُس وقت صاف ظاہر ہو گئی جب یسوع مسیح نے کہا۔ ”اگر تم ایمان نہ لاؤ گے کہ میں وہی ہوں تو اپنے گناہوں میں مرو گے۔“ (یوحنا ۸ باب ۲۴ آیت) جب اُس نے کہا کہ۔ ”میں وہی ہوں“ تو یسوع کے اس فرمان کے مطلب کا ایک حصہ یہ ہے کہ وہ ابن اللہ ہے۔ یہ سچائی بنیادی ہے کیونکہ اس پر یسوع مسیح اپنی کلیسیا بناتا ہے لیکن مسیح یسوع کے حامی بننے کے بعد لازمی ہے کہ ہم اُس کے متعلق اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔ ”جب تک ہم سب کے سب خدا کے بیٹے کے ایمان اور اُس کی پہچان میں ایک نہ ہو جائیں اور کامل انسان بنیں یعنی مسیح کے پورے قد کے اندازے تک نہ پہنچ جائیں“ (افسیوں ۴ باب ۱۳ آیت) اس حقیقت کی تلاش میں نہ صرف حلم مزاجی کی ضرورت ہے بلکہ خدائے قادر مطلق کے حضور دعا مانگنے کی بھی ضرورت ہے۔ جیسے کہ خدانے یرمیاہ نبی سے کہا۔ ”مجھے پکار اور میں تجھے جواب دوں گا اور بڑی بڑی اور گہری باتیں جن کو تو نہیں جانتا تجھ پر ظاہر کروں گا“ (یرمیاہ ۳۳ باب ۳ آیت) جس طرح یرمیاہ کو کے قریب اُن دونوں نبیوں نے پکار کر کہا۔ ”اے خداوند یہ کہ ہماری آنکھیں کھل جائیں“ (متی ۲۰ باب ۳۳ آیت)

اُسی طرح ہمیں بھی بارگاہِ الہی میں اپنی التجائیں پیش کرنی چاہیں۔ ہم اُس کے حضور پورے یقین کے ساتھ اپنی فریاد پیش کر سکتے ہیں کیونکہ - ”خداوند اُن سب کے قریب ہے جو اُس سے دُعا کرتے ہیں یعنی اُن سب کے جو سچائی سے دُعا کرتے ہیں۔“ (زبور ۱۴۵ آیت ۱۸) جب یسوع ناصری ابن اللہ کہلاتا ہے تو اس لقب کے تین پر معنی مطلب نکلتے ہیں۔ سب سے پہلے ابن اللہ یعنی خدا کا بیٹا ایک عالی شان نام ہے جو یسوع ناصری کو دیا گیا جس سے اُس کا رتبہ یا اعلیٰ مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔ یہ حقیقت پاک صحائف میں صیاف عیاں ہے جیسا کہ لکھا ہے۔ ”اور فرشتوں سے اسی قدر بزرگ ہو گیا جس قدر اُس نے میراث میں اُن سے افضل نام پایا کیونکہ فرشتوں میں سے اُس نے کب کسی سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے آج تو مجھ سے پیدا ہوا اور پھر یہ کہ میں اُس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہو گا۔“ (عبرانیوں کے نام پہلا باب ۴ سے ۵ آیت) یہ آیات جو عبرانیوں کے نام خط میں درج ہیں زبور کی کتاب کے دوسرے باب سے منتخب ہوئی ہیں۔ اگر ہم زبور کی کتاب کے دوسرے باب کا مطالعہ کریں تو بالکل واضح ہو جائے گا کہ یہ نام یعنی ابن اللہ پیش گوئی کے طور پر المسیح کو دیا گیا۔ زبور کی کتاب کے دوسرے باب ہی میں جن شخصیتوں کا ذکر ہے اُن میں ”خداوند“ اور ”اُس کے مسیح“ ہیں۔ ان اسماء کی شناخت خدا تعالیٰ اور المسیح یعنی یسوع مسیح ہے۔ لفظ مسیح کا مطلب ”مسح کیا گیا“ ہوتا ہے اس حوالے میں نام مسیح بالکل مناسب ہے کیونکہ اُس شخصیت کے لئے استعمال ہوا ہے جو بادشاہ بھی کہلاتا ہے۔ جیسا کہ زبور کی کتاب کے دوسرے باب کی ۶ آیت میں لکھا ہے۔

”میں تو اپنے بادشاہ کو اپنے کو ہ مقدس صیون پر بیٹھا چکا ہوں۔“ اس واقعے کی



مناسبت سے کہ المسیح تخت نشین کیا گیا۔ خداوند تعالیٰ یسوع ناصری سے کہتا ہے۔ ”تو میرا بیٹا ہے۔“ (زبور ۲ اُس کی ۱۱ آیت)

بادشاہ ہونے کے سبب سے وہ خدا کے نائب کی حیثیت سے دنیا کے بادشاہوں پر اور اُن کی محکوم امتوں پر حکومت کرتا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے ”میرا قوموں کو تیری میراث کے لئے اور زمین کے انتہائی حصے تیری ملکیت کیلئے تجھے بخشوں گا تو اُن کو لوہے کے عصا سے توڑے گا۔۔۔ پس اے بادشاہ ہوداناش مند بنو اے زمین کے عدالت کرنے والو تربیت پاؤ۔“ (زبور ۲ آیت ۸ سے ۱۰ تک) اسی طرح یسوع مسیح کی بلندی یا رتبہ محکوم امتوں سے کہیں اعلیٰ تر ہے اور خاص طور پر اس جہان کے بادشاہوں کے مقابلے میں بہت ہی بلند ہے اور یہ حیثیت نمایاں طور پر اس اعلیٰ و عرفان نام یعنی ”خدا کا بیٹا“ کے سبب سے ظاہر ہوتی ہے۔ عبرانیوں کے نام خط کا پہلا باب زبور کی کتاب کے دوسرے باب کی الہامی تفسیر ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نبی نوع انسان کو اور نہ ہی فرشتوں کو جو بنی نوع انسان سے کہیں اعلیٰ تر ہیں کبھی ایسا نام دیا گیا جس سے اس قدر اعلیٰ رتبہ ظاہر ہو۔ جیسا کہ یسوع مسیح کے اعلیٰ نام یعنی ”خدا کا اکلوتا بیٹا“ سے واضح ہوتا ہے۔ جس طرح کلام مقدس میں لکھا ہے۔ ”فرشتوں میں سے اُس نے کب کسی سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے آج تو مجھ سے پیدا ہوا؟ اور پھر یہ کہ میں اُس کا باپ ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔“

اس حوالے کی روشنی میں ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یسوع ناصری کو ایک جلالی نام دیا گیا یعنی ”خدا کا بیٹا“ جس سے یہ حقیقت



صاف عیال ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف عوام اور بادشاہوں سے بلکہ فرشتوں سے بھی افضل تر مقام رکھتا ہے۔ اسی طرح پاک فرشتوں کی مدد سے ہمیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ المسیح کو یہ اعلیٰ نام دیئے جانے کے سبب سے وہ حضرت موسیٰ کی بہ نسبت جن کی معرفت خدا تعالیٰ نے قانون شریعت جاری کیا کہیں اعلیٰ تر رتبہ رکھتا ہے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ ”موسیٰ تو اس کے سارے گھریں خادم کی طرح دیباہ دار رہا تا کہ آئندہ بیان ہونے والی باتوں کی گواہی دے لیکن مسیح بیٹے کی طرح اُس کے گھر کا مختار ہے اور اُس کا گھر ہم ہیں بشرطہ کہ اپنی دیری اور اُمید کا فخر آخر تک مضبوطی سے قائم رکھیں۔“ (عبرانیوں کے نام خط ۳ باب ۵ سے ۶ آیت) اگر ہم پیش کردہ اس بیان کا بغور جائزہ لیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ”خدا کا بیٹا“ ایک اعلیٰ نام ہے جو خدا تعالیٰ نے یسوع مسیح کو دیا جس سے اُس کا بلند مرتبہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دنیا کے بادشاہوں اور اُن کی محکوم امتوں سے بڑھ کر موسیٰ نبی اور فرشتوں سے بھی افضل و اعلیٰ درجہ رکھتا ہے۔ دوسری وجہ جس کے سبب سے یسوع مسیح ”خدا کا بیٹا“ کہلاتا ہے یہ ہے کہ اس اعلیٰ اور پریشان نام سے وہ رشتہ یا تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ جو المسیح اور خدا کے قادر مطلق کے درمیان قائم و دائم ہے۔

اگر ہمارے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں مسیحی تعلیم کے بارے میں سخت ترین غلط فہمیوں نے جنم نہ لیا ہوتا تو کبھی بھی یہ ضرورت محسوس نہ ہوتی کہ ہم اس مسلمہ حقیقت کی وضاحت کریں کہ جو تعلق المسیح اور اللہ تعالیٰ کے درمیان قائم ہے جسمانی نہیں ہے۔ یہ پاک اور مقدس رشتہ جسمانی ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ

کلامِ مقدس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ "خدا روح ہے" (یوحنا ۴ باب ۲۴ آیت) المسیح کے اس نام یعنی ابنِ اللہ سے جو پہلا رشتہ ظاہر ہوتا ہے وہ اختیار والا رشتہ ہے۔ یسوع ناصری اور خدا کے درمیان تعلق بالکل ویسے ہی ہے جیسے کہ بادشاہ اور اُس کے نائب کے درمیان ہوتا ہے۔

مسیح یسوع خدا باپ کے نائب کی حیثیت سے کام کرتا ہے اُس نے بذاتِ خود بائبل مقدس میں پاکستان کی مثال دے کر اس رستے کی حقیقت کو اُجاگر کیا۔ لکھا ہے۔ "ایک گھر کا مالک تھا جس نے پاکستان لگایا اور اُس نے چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اُس میں حوض کھودا اور بزم بنایا اور اُسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دے کر پر دیس چلا گیا اور جب پھل کا موسم قریب آتا تو اُس نے اپنے نوکروں کو باغبانوں کے پاس اپنا پھل لینے کو بھیجا اور باغبانوں نے اُس کے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پکڑ کر کسی کو پیٹا اور کسی کو سنگسار کیا۔ پھر اُس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلوں سے زیادہ تھے اور انہوں نے اُن کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا۔ آخر اُس نے اپنے بیٹے کو اُن کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا لحاظ کریں گے۔

جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا یہی وارث ہے اور اسے قتل کر کے اس کی میراث پر قبضہ کر لیں اور اُسے پکڑ کر پاکستان سے باہر نکالا اور قتل کر دیا۔ پس جب پاکستان کا مالک آئے گا تو اُن باغبانوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ انہوں نے اُس سے کہا بدکاروں کو بُری طرح ہلاک کرے گا اور پاکستان کا ٹھیکہ دوسرے باغبانوں کو دے گا جو موسم پر اُس کو پھل دیں گے۔"



دمتی ۲۱ باب ۳۳ سے ۴۱ آیت) المسیح کا خدا کے نائب کی حیثیت سے کام کرنا یعنی خدا تعالیٰ کا اپنے اکلوتے بیٹے کی معرفت اپنے احکامات لوگوں تک پہنچانا بالکل ویسے ہی ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے قائم مقام کے ذریعے اپنی مرضی لوگوں تک پہنچاتا ہے۔ یہ حقیقت نہ صرف پاکستان کی تمثیل سے واضح ہوتی ہے بلکہ یسوع مسیح کی روزِ محشر کے متعلق تعلیم سے بھی صاف عیاں ہے۔ اُس نے کہا۔ ”باپ کسی کی عدالت بھی نہیں کرتا بلکہ اُس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے تاکہ سب لوگ بیٹے کی عزت کریں جس طرح باپ کی عزت کرتے ہیں۔ جو بیٹے کی عزت نہیں کرتا وہ باپ کی جس نے اُسے بھیجا عزت نہیں کرتا۔“ (یوحنا ۵ باب ۲۲ سے ۲۳ آیت) یہ نام یعنی ”خدا کا بیٹا“ نہ صرف اختیارِ کارشتہ ظاہر کرتا ہے بلکہ اس سے محبت کا رشتہ بھی دکھائی دیتا ہے۔ جیسے کہ لکھا ہے۔ ”باپ بیٹے سے محبت رکھتا ہے اور اُس نے سب چیزیں اُس کے ہاتھ میں دے دی ہیں ۵“ (یوحنا ۳ باب ۳۵ آیت) اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اختیارِ کارشتہ محبت کے رشتے ہی کی بارولت وجود میں آیا۔ اہل لئے ”جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے لیکن جو بیٹے کی نہیں مانتا زندگی کو نہ دیکھے گا بلکہ اُس پر خدا کا غضب رہتا ہے ۵“ (یوحنا ۳ باب ۳۶ آیت) وہ محبت جو روزِ ازل ہی سے خدا تعالیٰ کلمتہ اللہ سے رکھتا تھا (اس الہی محبت کے بارے میں تفصیلاً جاننے کے لئے یوحنا پہلا باب پہلی آیت سے ۳ آیت تک اور یوحنا ۱۱ باب ۱ اُس کی ایک سے ۵ آیت تک کا مطالعہ کریں) یہ الہی محبت کلمتہ اللہ کے مجسم ہونے کے بعد بھی بالکل ویسی ہی مضبوط اور ٹھوس

رہی جیسی کہ پہلے تھی۔ اس بیان کی تصدیق کے لئے یوحنا پہلا باب اُس کی ۱۴ آیت مد نظر رکھیے) اس سبب سے وہ محبت جو انسانی باپ اور بیٹوں کے درمیان ہوتی ہے وہ واحد انسانی تعلق ہے جو کسی حد تک اُس محبت کی مانند ہے جو قادرِ مطلق اور کلمۃ اللہ کے درمیان ہے۔ اسی لئے جب کلام مجسم ہوا تو خدانے وہ الہی محبت اُن الفاظ کی مدد سے بیان کی جو انسانی زندگی کے روز مرہ تعلقات سے متعلق ہیں۔ عین ممکن ہے کہ انسانی محبت کی یہ مثال اُس وقت سب سے زیادہ عیاں ہوئی جب خدانے ابرہام کو اُس کے بیٹے اِضحاق کو قربان کرنے کا حکم دیا۔ خدانے ابرہام سے کہا: "تو اپنے بیٹے اِضحاق کو جو تیرا اکلوتا بیٹا ہے اور جسے تو پیار کرتا ہے ساتھ لے کر موریاہ کے ملک میں جا اور وہاں اُسے پہاڑوں میں ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا سوختی قربانی کے طور پر چڑھاؤ۔" (پیدائش کی کتاب ۲۲ باب ۲ آیت) نام ابن اللہ ایک رشتہ ظاہر کرتا ہے جو قادرِ مطلق اور المسیح کے درمیان ہے۔ یہ رشتہ نہ صرف اختیار کا ہے جس کے تحت مسیح نائب کی مانند باپ کا کام کرتا ہے اور نہ ہی یہ رشتہ صرف محبت کا ہے جس کے باعث باپ اور بیٹا کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں بلکہ یہ رشتہ ازل کا بھی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم اُن حقائق پر توجہ دیں جن سے یہ سچائی ظاہر ہوتی ہے کہ یہ الہی رشتہ ازل کا ہے تو مناسب ہے کہ ہم یہ بھی سمجھیں کہ جب کلمۃ اللہ مجسم ہوا تو یہ ازلی رشتہ چند اثرات کی زد میں آگیا۔

یوحنا پہلا باب ۱۴ آیت) سب سے پہلا اثر جو اس پاک رشتے پر پڑا یہ تھا ابن اللہ کے جلال میں کچھ کمی آگئی جس کا اظہار المسیح نے مصلوب ہونے سے



پہلے دُعائیہ کلمات میں اس طرح سے کیا۔ ”اب اے باپ تو اُس جلال سے جو  
 میں دُنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا مجھے اپنے ساتھ جلالی بنا  
 دے۔“ (یوحنا، باب ۵ آیت) لیکن اُس کے جلال میں اتنی کمی بھی نہیں ہوئی  
 کہ اُس کی معرفت الہی جلال ظاہر نہ ہو سکتا ہو۔ کیونکہ لکھا ہے۔ ”کلام مجسم ہوا  
 اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال  
 دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال۔“ (یوحنا پہلا باب آیت ۱۴) کلام  
 مقدس میں اسی بیان کی مناسبت سے درج ہے۔ ”وہ اُس کے جلال کا پیر تو۔  
 اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے۔“  
 (عبرانیوں باب ۳ آیت) معلوم ہوتا ہے کہ یسعیاہ نبی نے الہام کی طاقت سے  
 پیش گوئی کے طور پر دیکھا کہ کلمۃ اللہ کے مجسم ہونے کے بعد بھی اُس کا الہی جلال  
 غیر معمولی طور پر قائم رہے گا۔ کیونکہ المسیح نے خود کہا۔ ”یسعیاہ نے یہ باتیں  
 اس لئے کہیں کہ اُس نے اُس کا جلال دیکھا اور اُس نے اُسی کے بارے میں  
 کلام کیا۔“ (یوحنا ۱۲ باب ۴۱ آیت) ممکن ہے کہ یسعیاہ نبی کے اُس جلال کی  
 روایا کا بیان وہی ہے جو یسعیاہ نبی کی کتاب کے چھٹے باب کی پہلی پانچ آیات  
 میں مرقوم ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ نہ صرف المسیح کے جلال میں کمی ہوئی بلکہ  
 اُس کے اعلیٰ عہدے پر بھی نمایاں فرق پڑا۔ جب کلام مجسم ہوا تو وہ ابنِ آدم بنا  
 لیکن یسوع ناصری نے اپنی رضامندی سے یہ ادنیٰ حیثیت اختیار کی۔ جس  
 کے سبب سے اُس کی یہ فروتنی اور حلیمی اُس کے پیروکاروں کے لئے ایک اہم  
 مقصدِ حیات بن گئی۔ اُس ادنیٰ حیثیت پر جسے المسیح نے بذاتِ خود اپنایا۔

پولوس رسول اپنے الہامی بیان سے ہمیں اس سبق آموز حقیقت پر متوجہ ہونے  
 کے لئے مجبور کرتا ہے۔ لکھتا ہے۔ ”ویسا ہی مزاج رکھو جیسا مسیح یسوع کا بھی  
 تھا اُس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برابر ہونے کو قبضے میں رکھنے کی  
 چیز نہ سمجھا بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا۔ اور خادم کی صورت اختیار کی۔ اور  
 انسانوں کے مشابہ ہو گیا اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر  
 کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔“ (فلپیوں کے  
 نام ۲ باب ۵ سے ۸ آیت) ایسے فرق کے باوجود ہمیں ہرگز یہ بھولنا نہیں چاہئے  
 کہ وہ رشتہ جو خدا اور المسیح کے درمیان ہے مسلسل اور ازل کا ہے۔ سب سے  
 پہلے جب کلام مجسم ہوا تو پھر بھی کلام رہا۔ جیسے کہ لکھا ہے۔ ”اور کلام مجسم ہوا  
 اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا۔“۔۔۔۔۔ (یوحنا کی انجیل  
 پہلا باب ۱۴ آیت) اس لئے جب تک وہ ابن اللہ کہلاتا رہا ہوگا یقیناً  
 وہ کلمۃ اللہ بھی کہلایا ہوگا لیکن مجسم ہو کر۔ اس کے علاوہ یسوع ناصری نہ  
 صرف کلمۃ اللہ کہلاتا رہا بلکہ اس سے بڑھ کر اُس نے اپنے آپ کو لوگوں پر میں ہوں  
 کی حیثیت سے بھی ظاہر کیا۔ جس طرح جلتی جھاڑی کے مقام پر موسیٰ نے خدا سے  
 تعجب کرتے ہوئے کہا۔ ”جب میں بنی اسرائیل کے پاس جا کر اُن کو کہوں کہ  
 تمہارے باپ دادا کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور وہ مجھے کہیں کہ اس  
 کا نام کیا ہے؟ تو میں اُن کو کیا کہوں؟ اس کے جواب میں خدا نے موسیٰ سے یہ کلام  
 ہوتے ہوئے کہا۔ ”میں جو ہوں سو میں ہوں سو تو بنی اسرائیل سے یوں کہنا کہ میں جو ہوں  
 نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔“ (خروج ۳ باب ۱۳ سے ۱۴ آیت)  
 اسی طرح مسیح یسوع نے مقدس ہیکل میں کھڑے ہو کر یہودیوں کے۔۔۔۔۔



سوالوں کے جواب دیتے ہوئے کہا: "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ پیشتر اس سے کہ ابرہہ بام پیدا ہوا میں ہوں" (یوحنا کی انجیل ۸ باب آیت ۵۸) بنی نوع انسان کو وقت نے اپنے سانچے میں ڈھال کر بہت ہی محدود کر لیا ہے۔ لیکن جو وقت کے سانچے سے باہر ہے اس کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اپنے بارے میں کہے کہ "میں ہوں" کیونکہ اس کا نہ تو ماضی ہے اور نہ ہی مستقبل وہ ابدی ہے۔ جس طرح ہمیں اپنے پیش کردہ بیان سے واضح ہوا کہ ابن اللہ ایک جلالی نام ہے جو خدا تعالیٰ نے المسیح کو دیا۔ جس سے نہ صرف وہ اعلیٰ مرتبہ ظاہر ہوتا ہے جس کے مطابق خدا نے یسوع مسیح کو سر بلند کیا بلکہ وہ ازل اور انوکھا رشتہ بھی صاف دکھائی دیتا ہے جو خدا تعالیٰ اور المسیح کے درمیان قائم و دائم ہے۔ اسی طرح اس نام یعنی ابن اللہ سے ایک اور اعلیٰ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پوشیدہ ہستی کے بارے میں المسیح کی معرفت سبب سے واضح اور عمیق مُکاشفہ یعنی ایسا الہامی پیغام جو انسانی تحقیق سے کبھی واضح نہیں ہو سکتا بنی نوع انسان پر عیاں کیا۔ مُکاشفہ صرف اور صرف تین صورتیں اختیار کرتا ہے جن کے مطابق الہامی پیغام کا مطلب اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ مُکاشفہ کی سب سے پہلی صورت وہ ہے جو ہمیں کائنات کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہم بائبل مقدس میں زبور کی کتاب کا مطالعہ کریں تو یہ مُکاشفہ ہمیں باآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے: "آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتا اور فضا اس کی دستکاری دکھاتی ہے" (زبور ۱۹ آیت ۱) اور اسی طرح انجیل پاک بھی مُکاشفہ کی اس پہلی صورت کا

نمایاں طور پر ذکر کرتی ہے۔ لکھا ہے: ”اُس کی ان دیکھی صفتیں یعنی اس کی ازلی قدرت اور الوہیت دُنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعے سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں یہاں تک کہ اُن کو کچھ عذر باقی نہیں۔“ (رومیوں پہلا باب ۲۰ آیت)

لیکن وہ پیغام جو ہمیں کائنات کے مُکاشفے کی مدد سے حاصل ہوتا ہے بہت ہی محدود ہے۔ جیسا کہ ایوب بنی نے کہا۔ ”یہ تو اُس کی راہوں کے فقط کنارے ہیں اور اُس کی کسی دھیمی آواز ہم سُنتے ہیں پر کون اُس کی قدرت کی گرج کو سمجھ سکتا ہے؟“ (ایوب باب ۲۶ آیت ۱۴) ہمیں اُس کی قدرت کی گرج کو سمجھنے کے لئے مُکاشفہ کی اعلیٰ تر صورت کی اشد ضرورت ہے اور مُکاشفے کی اگلی صورت وہ ہے جو ہمیں لفظوں کے الہام سے حاصل ہوتی ہے۔

مُکاشفے کی اس صورت کی تصدیق انجیل شریف کے اس بیان سے بخوبی ہو جاتی ہے۔ ”نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی رُوح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے۔“

(پطرس کا دوسرا عام خط پہلا باب ۲۱ آیت) یہی وہ الہام ہے جس کی تصدیق پاک صحائف سے بھی صاف ظاہر ہوتی ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے۔ ”ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لئے فائدہ مند بھی ہے تاکہ مردِ خدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لئے بالکل تیار ہو جائے۔“ (دوسرا تیمتھیس ۳ باب ۱۶ سے ۱۷ آیت) لیکن مُکاشفے کی سب سے اعلیٰ صورت وہ ہے جو ہمیں شخصی یعنی



مثالی الہام سے دکھائی دیتی ہے۔

ہم اس بات کے لئے سخت حاجت مند ہیں کہ الہی صفات ہم پر مکمل صفائی کے ساتھ ظاہر ہوں۔ لیکن یہ صرف شخصی الہام کی مدد سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ المسیح نے کہا۔ ”جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا“ (یوحنا کی انجیل ۱۴ باب ۹ آیت) لیکن الہام کا ایسا عروج صرف یسوع مسیح کی معرفت ممکن ثابت ہوا اور یہ صرف اُس اعلیٰ رتبے کی حیثیت سے یعنی اُس کے جلالی نام ابن اللہ کے ذریعے ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ لکھا ہے۔ ”اگلے زمانے میں خدا نے باپ و داد سے حصہ بہ حصہ اور طرح بہ طرح نبیوں کی معرفت کلام کر کے اس زمانے کے آخر میں ہم سے بیٹے کی معرفت کلام کیا“ (عبرانیوں کے نام خط پہلا باب ۱ سے ۲ آیت)

اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس آخری زمانے میں خدا تعالیٰ نے اپنے آپ کو یسوع مسیح کی معرفت ابن اللہ ہونے کی حیثیت سے الفاظ کے الہام اور شخصی الہام دونوں کی مدد سے ہم پر ظاہر کیا۔ کیونکہ شخصی الہام مکاشفہ کی اعلیٰ ترین صورت ہے اس لئے المسیح نے کہا۔ ”کوئی باپ کو نہیں جانتا سوا بیٹے کے اور اُس کے جس پر بیٹا اُسے ظاہر کرنا چاہے“ (متی ۱۱ باب ۲۷ آیت) یسوع مسیح جو خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلاتا ہے ہم پر خدا کی الہی صفات انوکھے اور شخصی طریقے سے ظاہر کر سکتا ہے کیونکہ۔ ”الوہیت کی ساری معموری اُسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے“ (کلیوں کے نام باب ۲ آیت ۹) ابن اللہ کی معرفت خدا کی الہی صفات کے بارے میں جو سب سے اعلیٰ مکاشفہ ہم تک

پہنچا وہ یہ ہے کہ ”خدا محبت ہے (یوحنا کا پہلا عام خط باب ۴ آیت ۱۶) یہ  
 عظیم مکاشفہ کس طرح سے ظاہر ہوا؟ نہ ہی کائنات کے الہام سے اور نہ ہی  
 لفظوں کے الہام سے بلکہ سراسر ابن اللہ کی عملی زندگی سے۔ کیونکہ لکھا ہے  
 ”خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو  
 کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔“ (یوحنا باب  
 ۱۶ آیت) اور اسی حقیقت کی تصدیق اس بیان سے بھی ہو جاتی ہے۔  
 جیسا کہ کلام مقدس میں درج ہے۔ ”جو محبت خدا کو ہم سے ہے وہ اس  
 سے ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو دنیا میں بھیجا ہے تاکہ ہم اُس کے  
 سبب سے زندہ رہیں۔“ (یوحنا کا پہلا عام خط باب ۴ آیت ۹) شخصی مکاشفہ  
 کی مدد سے نہ صرف الہی صفات ہم پر واضح ہوتی ہیں بلکہ اسی طرح سے خدا  
 کے کام بھی ہم پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کلام مقدس میں مرقوم ہے۔ ”اور  
 یوحنا نے قید خانے میں مسیح کے کاموں کا حال سُن کر اپنے شاگردوں کی معرفت  
 اُس سے پچھوا بھیجا کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں؟۔  
 ”یسوع نے جواب میں اُن سے کہا کہ جو کچھ تم سُنتے اور دیکھتے ہو جا کر یوحنا  
 سے بیان کر دو کہ اندھے دیکھتے اور نگمٹے چلتے پھرتے ہیں کوڑھیں پاک صاف  
 کئے جاتے اور بہرے سُنتے ہیں اور مُردے زندہ کیئے جاتے ہیں اور غریبوں  
 کو خوشخبری سنائی جاتی ہے اور مبارک وہ ہے جو میرے سبب سے ٹھوکر  
 نہ کھائے۔“ (متی باب ۱۱ آیت ۲ سے ۶) خدا کے انہی نیک کاموں کے  
 مکاشفہ کا ایک اور بیان ملاحظہ کیجئے۔ ”وہ بھلائی کرتا اور اُن سب کو جو



ابلیس کے ہاتھ سے ظلم اٹھاتے تھے شفا دیتا پھر کیونکہ خدا اُس کے ساتھ تھا۔“ (اعمال ۱۰ باب ۳۸ آیت) خدا کا بیٹا ایک سب سے اعلیٰ نام ہے جو خدا تعالیٰ نے المسیح کو بخشا جس کی معرفت الہی صفات، الہی کام، اور الہی پیغام کا عظیم ترین مکاشفہ بنی نوع انسان پر ظاہر ہوا۔ جیسا کہ یسوع ناصری نے خود کہا۔ ”کیا تو یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے یہ باتیں جو میں تم سے کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا لیکن باپ مجھ میں رہ کر اپنے کام کرتا ہے۔“ (یوحنا ۱۴ باب ۱۰ آیت) اگر ہم اپنے پیش کردہ اس مضمون کا مختصر جائزہ لیں تو معلوم ہو گا کہ جب ہم المسیح کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں تو وہ نام استعمال کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اُس کو بخشا اور جس سے اُس کا عہدہ ہم پر صاف ظاہر ہوتا ہے۔ (وہ بنی نوع انسان۔ موسیٰ بنی اور فرشتوں سے بھی اعلیٰ تر ہے) اسی نام سے وہ رشتہ واضح ہوتا ہے جو قادر مطلق اور المسیح کے درمیان ہے۔ (نائب ہونے کا رشتہ۔ محبت کا رشتہ اور ازل کا رشتہ) اس سے بھی بڑھ کر یہ اعلیٰ نام ہمیں یاد دلاتا ہے کہ خدا نے المسیح کی معرفت شخصی الہام کے ذریعے سے بنی نوع انسان کو سب سے اعلیٰ اور عمیق مکاشفہ بخشا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر وقت باخبر رہیں کہ المسیح کو نام ابن اللہ کیوں دیا گیا؟ لیکن کچھ لوگ یہ تصدیق کرنے کی کوششیں کرتے ہیں کہ نام ابن خدا کا دعویٰ اس پیش کردہ تفسیر کے مستند حقائق سے کہیں زیادہ ہے۔ اور یہی ایک وجہ ہے جس کے سبب سے ہمارے مسلمان بھائی صدیوں سے المسیح کے ابن خدا ہونے کا انکار کرتے

چلے آئے ہیں۔

یہودی سرداروں نے یسوع ناصری کے اعلیٰ عہدے کو نقصان پہنچانے کے لئے گمراہ کن اور نام نہاد الزام لگانے کی کوششیں کیں جس کی وضاحت کلام پاک میں یوں کی گئی ہے۔ لکھا ہے۔ ”اس سبب سے یہودی اور بھی زیادہ اُسے قتل کرنے کی کوششیں کرنے لگے کہ وہ نہ فقط سبت کا حکم توڑتا بلکہ خدا کو خاص اپنا باپ کہہ کر اپنے آپ کو خدا کے برابر بناتا تھا۔“

(یوحنا ۵ باب ۱۸ آیت) ہمیں یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ المسیح یہودی سرداروں کی بے بنیاد تفسیر سے متفق تھا یا نہیں؟ اس بات کی وضاحت یسوع ناصری کے جواب ہی سے ہو سکتی ہے جو اُس نے اس طرح سے دیا۔ ”میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا آپ سے کچھ نہیں کر سکتا سو اُس کے

جواب کو کرتے دیکھتا ہے کیونکہ جن کاموں کو وہ کرتا ہے۔ انہیں بیٹا بھی اُسی طرح کرتا ہے۔ اس لئے کہ باپ بیٹے کو عزیز رکھتا ہے اور جتنے کام خود کرتا ہے اُسے دکھاتا ہے بلکہ ان سے بھی بڑے کام انہیں دکھائے گا تاکہ تم تعجب کرو۔“ (یوحنا ۵ باب ۱۹ سے ۲۰ آیت) یسوع ناصری نے اس پر معنی جواب سے اپنے اور قادر مطلق کے درمیان فرق کی وضاحت کر دی۔ یہی

ایک سوال ہمارے سمجھنے کے لئے کافی ہے کہ کیا ہم خدا تعالیٰ کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ ”قادر مطلق“ ”آپ سے کچھ نہیں کر سکتا“؟ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ خدا تعالیٰ ”آپ سے کچھ نہیں کر سکتا“ کیونکہ قادر مطلق صریحاً خود مختار اور اپنی مرضی کا آپ مالک ہے اُس کی ہستی کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اس لئے کہ وہ مالک دو جہان ہے۔ لیکن اس کے برعکس یسوع



ناصری نے اپنی ہستی کے بارے میں کہا۔ ”میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا جیسا سُننا ہوں عدالت کرتا ہوں اور میری عدالت راسرست ہے کیونکہ میں اپنی مرضی نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے کی مرضی چاہتا ہوں۔“

(یوحنا باب ۳۰ آیت) اس کے علاوہ المسیح نے وقتاً فوقتاً اس الزام کا انکار کیا کہ وہ ”اپنے آپ کو خدا کے برابر بناتا تھا۔“ (یوحنا باب ۱۸ آیت) مثلاً اُس نے کہا۔ ”میں باپ کے سبب سے زندہ ہوں۔“ (یوحنا باب ۶ آیت ۵۷) لیکن کیا ہم کبھی قادرِ مطلق کے حق میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی اور کے سبب سے زندہ ہے؟ برگزین نہیں اس لئے کہ اُس کی ذات کسی طرح بھی کسی کی محتاج نہیں ہے۔ ایک اور موقع پر یسوع نے فرمایا۔ ”جب تم ابنِ آدم کو اونچے پر چڑھائو گے تو جانو گے کہ میں وہی ہوں اور اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا بلکہ جس طرح باپ نے مجھے سکھایا اسی طرح یہ باتیں کہتا ہوں۔“

(یوحنا باب ۲۸ آیت) کیا کبھی ممکن ہے کہ قادرِ مطلق اپنے بارے میں کہے کہ میں۔ ”اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا؟“ ایسا تصور قطعی طور پر غلط ہے۔

یسوع ناصری کی تعلیم کے مطابق پولوس رسول بھی ہمیں اسی طرح سمجھانے کی کوشش کرتا ہے کہ جب ہم ابنِ مریم کو ابنِ اللہ کہتے ہیں تو ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ اُس کی حیثیت قادرِ مطلق کے برابر ہے۔ وہ ہم پر واضح طور پر عیاں کرتا ہے کہ ”مسیح کا سرخدا ہے۔“ (پہلا کرنتھیوں ۱۱ باب آیت ۳) اس حقیقت کی مزید تفسیر کرتے ہوئے پولوس رسول نے یہ الہامی پیغام تحریر کیا۔ ”اس کے بعد آخرت ہوگی اُس وقت وہ ساری حکومت اور سارا اختیار اور قدرت

نیست کر کے بادشاہی کو خدا یعنی باپ کے حوالے کر دے گا کیونکہ جب تک کہ وہ سب دشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لے آئے اُس کو بادشاہی کرنا ضرور ہے۔ سب سے پچھلا دشمن جو نیست کیا جائے گا وہ موت ہے۔ کیونکہ خدا نے سب کچھ اُس کے پاؤں تلے کر دیا ہے۔ مگر جب وہ فرماتا ہے کہ سب کچھ اُس کے تابع کر دیا گیا تو ظاہر ہے کہ جس نے سب کچھ اُس کے تابع کر دیا وہ الگ رہا اور جب سب اُس کے تابع ہو جائے گا تو بیٹا خود اُس کے تابع ہو جائے گا جس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تاکہ سب میں خدا ہی سب کچھ ہو۔“ (پہلا کرنتھیوں ۵ باب ۲۲ سے ۲۸ آیت) جب پولوس رسول ہمیں یہ بتا ہے۔ ”کہ جس نے سب کچھ اُس کے تابع کر دیا وہ الگ رہا۔“ تو صاف عیاں ہے کہ اُس اعلیٰ نام یعنی ”خدا کا بیٹا“ سے یہ مراد نہیں ہے کہ یسوع اپنے آپ کو اس نام کے سبب سے قادرِ مطلق کی برابری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں پر ہمیں ایک فیصلہ کن حقیقت، یسوع اپنے آپ کو اس نام کے سبب سے قادرِ مطلق کی برابری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وہ مرحلہ ہے جہاں پر ہمیں ایک فیصلہ کن حقیقت کا سامنا کرنا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم میں سے ہر بشر کھلم کھلا اور اعلانیہ طور پر تسلیم کرے کہ ابنِ مریم خدا کا بیٹا ہے کیونکہ ”جو کوئی اقرار کرتا ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے خدا اُس میں رہتا ہے اور وہ خدا میں۔“ (یوحنا کا پہلا خط ۴ باب ۵ آیت) خدا کے بیٹے کو تسلیم کر کے ہی وہ واحد راستہ اختیار کیا جاسکتا ہے جس کو اپنا کر ہم فتح و کامرانی کی منزل حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ ”دنیا کا مغلوب کرنے والا



کون ہے سوا اُس شخص کے جس کا یہ ایمان ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے ۵۔  
(یوحنا کا پہلا عام خط ۵ باب ۵ آیت)

اس سارے بیان کا لبِ کباب یہ ہے کہ ”جس کے پاس بیٹا ہے اُس کے  
پاس زندگی ہے اور جس کے پاس خدا کا بیٹا نہیں اُس کے پاس زندگی بھی نہیں ۵۔“  
(یوحنا کا پہلا عام خط ۵ باب ۱۲ آیت)

---

ناشر:-

آوازِ حق

پوسٹ بکس نمبر ۸۶۶

لاہور